اسم محمد ﷺ کے باطنی معارف

عالمی میلاد کانفرنس 2010ء سے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب

مرتب: صاحبزادہ محمد حسین آزاد معاونت: نازیہ عبدالستار

آخری قسط

ہر نبی کی امت جب انکار کرے گی تو گواہ مصطفیٰ ﷺ ہوں گے۔ علی ھولآء شھیدا کے مطابق آپ (ﷺ) انبیاء پر گواہ بنائے جائیں گے۔ یہ گواہ بنایا جانا بھی فتوحات میں سے ہے کہ قیامت کے دن آقا علیہ السلام پر اتنی فتح ہوگی کہ سب پر آقا علیہ السلام کی شان اجاگر ہوگی۔ اس کے بعد تیسری حرکت لفظ محمد ﷺ کی میم پر شد آئی ہے اور شد کی تین خوبیاں ہوتی ہیں۔ ایک شان اس کی اپنی ہوتی ہے۔ دوسرا وہ حرفِ مشدّد اپنے سے پچھلے حرف کے ساتھ جڑا ہوتا ہے جیسے محمد ﷺ کی میم پچھلے حرف حا سے جڑی ہے اور تیسرا وہ اپنے بعد میں آنے والے حرف کے ساتھ جڑا ہوا ہوتا ہے جیسے لفظ محمد ﷺ کی میم اپنے بعد والے حرف دال کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔ لہذا یہ حرف مشدد مذکورہ تین شانوں کو ظاہر کرتا ہے۔ اب شد کیسے لکھتے ہیں؟ شد میں تین ڈنڈے ہوتے ہیں ایک پچھلے سے ملانے کے لئے ایک اپنی شان کو نمایاں کرنے کے لئے اور ایک اگلے حرف سے ملانے کے لئے۔ اس کو حرف مشدد کہتے ہیں۔ اسم محـمّد (ﷺ) پر حرف مشدد لگانے کا مطلب یہ تھا کہ جو شانیں مصطفیٰ ﷺ کو عطا ہوئیں ان کا عالم یہ ہے کہ اللہ کی ایسی تائید حاصل ہوئی کہ ایسی شانوں کا ظہور جیسے ماضی میں تھا ویسے آج بھی ہے اور ویسے مستقبل میں ابد الآباد تک رہے گا۔ پتہ چلا کہ جیسا آپ ﷺ کی شان شاہد حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے دور میں تھی کہ جس طرح آپ عبداللہ بن حذیفہ کو تک رہے تھے کہ اس کا باپ کون تھا، جس طرح اس کا مدخل نار بتا رہے تھے۔ جس طرح یہ نظر دور صحابہؓ میں تھی وہی نظر آج بھی امت پر ہے اور آج بھی آپ ﷺ مومن و منافق کے احوال کو دیکھ رہے ہیں اور ہر روز حضور علیہ السلام پر ہر ایک کا درود وسلام پیش ہو رہا ہے۔ ہر روز حضور ﷺ پر منکشف ہے کہ میرا غلام کون ہے، کون وفادار ہے، کون بے وفا ہے؟ کون نام جپ رہا ہے اور کون اس سے غافل ہے اور بھولا ہوا ہے؟ درود وسلام صبح و شام مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہ میں پیش ہوتا ہے۔ یہ نہیں صرف پیش ہوتا ہے بلکہ یہ حضور ﷺ کی شان ہے کہ آپ ﷺ کو فرشتے پیش کرتے ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ کے دربار کی عظمت یہ ہے کہ اسے درباری فرشتے انسانوں کے اعمال پیش کریں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ خود

نہیں سن رہا یا دیکھ رہا۔ سلطان بے شک خود دیکھ رہا ہو مگر پھر بھی دربار کی شان یہ ہوتی ہے کہ لوگ اسے پیش کریں۔ جیسے آپ عدالت کے جج کو دیکھ لیں۔ اگر جج نے کوئی جرم ہوتا ہوا خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو جیسے کوئی Murder ہو گیا اور اس نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ بعد میں وہ کیس اس کی کورٹ میں آ گیا۔ اب کیا وہ جج خود گواہ بنے گا اور وہ اپنی Witness پر فیصلہ کرے گا؟ نہیں بلکہ وہ خاموش رہے گا۔ وہ کہے گا Witness لاؤ۔ اس لئے کہ جج کی شان یہ ہے کہ عدالت میں اس کے سامنے گواہی پیش کی جاتی ہے۔ بے شک اس نے خود دیکھا ہو۔ Witness پیش کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ اس نے دیکھا نہیں مگر Witness پیش کی جاتی ہے۔ یہ زمین کے جج کی بات ہوگئی۔ اب آسمانوں کے جج کی بات بھی سنو۔ کراماً کاتبین جو ہر روز ہمارے اعمال نیک و بد لکھتے ہیں تو وہ اللہ کو پیش کرتے ہیں اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ (معاذ اللہ) اللہ نہیں دیکھتا اور اللہ کو نہیں معلوم کہ ہم نے کیا عمل کئے بلکہ وہ تو عالم الغیب والشہادۃ ہے (الانعام:٦:٧٣) مگر اس کی عدالت اور دربار کی شان یہ ہے کہ آپ ﷺ سب کچھ دیکھتے ہیں۔ اتنا دیکھتے ہیں کہ قیامت کے دن اگلوں پچھلوں کی گواہی خود دیں گے۔ مگر دربار کی شان یہ ہے کہ فرشتے دفتر لے کر پیش ہوں کہ آقا (ﷺ) فلاں فلاں غلام نے آپ کو سلام بھیجا ہے۔

آج مینار پاکستان کے سائے تلے درود و سلام کا مجمع ہے۔ آج پورے پنجاب، سندھ اور سرحد سے لوگ اس غیض و غضب، تباہی و ہلاکت، خوف و عالم میں بدامنی اور دہشت گردی کے باوجود لوگ نڈر ہو کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کے لئے اور درود و سلام کے ترانے الاپنے کے لئے مینار پاکستان جمع ہیں۔ یہاں مشائخ و علماء بھی بیٹھے ہیں اور سیاسی لیڈر بھی بیٹھے ہیں اور عوام بھی بیٹھے ہیں۔ تمہیں مبارک ہو کہ تمہارا درود و سلام دربار محمد ﷺ میں پیش ہوتا ہے اور مصطفیٰ ﷺ خود دیکھتے بھی ہیں کیونکہ اس دربار کی شان یہ ہے کہ دربار کے سلطان کے سامنے پیش کیا جائے۔ اس لئے اللہ نے فرمایا:

فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ. (التوبہ: ٩: ١٠٥)

”سو عنقریب تمہارے عمل کو اللہ (بھی) دیکھ لے گا اور اس کا رسول (ﷺ بھی)“۔

اس آیت میں بھی دونوں ناموں کو اکٹھا رکھا جس سے معلوم ہوا کہ اللہ کا انکار کرنے سے رسول کا بھی انکار ہو جاتا ہے۔

معلوم ہوا کہ محمد (ﷺ) کی شد تاکید اور دوام و استمرار کے لئے ہے جو شان ماضی میں تھی وہ حال میں بھی ہے اور جو ماضی اور حال میں ہے یہی مستقبل میں بھی رہے گی۔ جب تک زمانے چلیں گے مصطفیٰ ﷺ کی ساری شانیں چلیں گی اور آخری حرف دال جو ساکن ہے۔ حرکات میں ضمہ بھی ہو چکی فتحہ بھی ہو چکی تشدید بھی ہو چکی مگر کسرہ لائی نہیں گئی کیونکہ مصطفیٰ ﷺ کے لئے کسرہ ہے ہی نہیں۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ نہ اللہ کی شان میں کوئی کسر ہے، نہ مصطفیٰ ﷺ کی شان میں کوئی کسر ہے۔ آخر میں ”دال“ ہے جس پر جزم ہے جو سکون کی

علامت ہے۔ دال میں سکون رکھا ہے اور سکون اس وقت تک نہیں ملتا جب تک محبوب کا قرب و وصال نہ ہو۔

سکون جدا ہوکر نہیں ہوتا۔ سکون قرب، وصال اور اقتران سے ہوتا ہے۔ آپ ﷺ کو جو سکون بخشا وہ اپنے قرب و وصال سے بخشا۔ حضور ﷺ کو سکون ہونا ہی نہیں تھا جب تک قرب و وصال کا آخری مرتبہ نہ عطا کردیا جاتا۔ حدیث پاک میں آتا ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: آقا علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:

اتانی جبرائیل فقال ان ربی ورب یقول تدری فکیف رفع ذکر. (ابو یعلیٰ، المسند، ج:۲، ص۱۷۵، رقم:۱۳۸۰)، (ابن حبان، الصحیح، ج:۸، ص:۱۷۵، رقم:۳۳۸۲)

جب **ورفعنالک ذکرک** کی آیت اتری کہ ہم نے آپ کا ذکر آپ ﷺ کی خاطر بلند کردیا ہے تو جبرائیل امین علیہ السلام نے حاضر ہوکر پوچھا یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے آپ جانتے ہیں کہ آپؐ کا ذکر کیسے بلند کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ بہتر جانتا ہے۔ عرض کی اللہ نے فرمایا ہے: **اذ ذکرت ذکرت معنا** اللہ نے آپ کا ذکر اس طرح بلند کیا ہے کہ ایک قاعدہ بنادیا ہے کہ جہاں میرا ذکر ہوگا وہاں آپ ﷺ کا ذکر ہوگا۔ دونوں ذکر جوڑ دیئے ہیں۔ امام ہیثمیؒ نے اس کی اسناد کو حسن کہا۔ یہی روایت ضحاکؒ نے عبداللہ ابن عباسؓ سے بیان کی کہ آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: اللہ نے فرمایا ہے:

لاذکرت الا ذکرت معنا. (قرطبی، الجامع الاحکام القرآن، ج:۲۰، ص۱۰۶)

''تیرا ذکر نہیں ہوگا۔ یعنی اپنا ذکر (قبول نہیں کروں گا) جب تک آپ کا ذکر ساتھ نہیں کیا جائے گا''۔ خواہ کلمہ طیبہ ہو، اذان ہو یا اقامت ہو یا تشہد ہو یا جمعہ کا خطبہ ہو یا یوم فطر کا خطبہ ہو یا عیدالاضحیٰ کا خطبہ ہو۔ ایام تشریق ہو یا عرفات کا خطبہ ہو یا نکاح کا خطبہ ہو۔ جب خالی میرا ذکر کوئی کرے گا میں قبول نہیں کروں گا۔ جب تک آپ کا ذکر ساتھ نہیں ہوگا تو جب حضور ﷺ کا ذکر اللہ کے ساتھ جڑا تو سکون آگیا۔ امام قرطبیؒ اور دیگر ائمہ کرام سب اس کو روایت کرتے ہیں۔ یہی تفسیر حضرت مجاہدؒ، حضرت قتادہؒ، حضرت ابوہیثمؒ نے حضرت سعید بن مسیبؒ، امام طبریؒ، امام بیہقیؒ، امام سیوطیؒ نے بیان کی ہے۔ ابن عطا نے کہا کہ اللہ رب العزت کا کہنا کہ آپ کا ذکر بلند کردیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ میں نے ایمان کا کمال اس میں رکھ دیا ہے کہ آپ کا ذکر میرے ساتھ ہو تو ایمان کامل ہوگا۔ اگر آپ کا ذکر میرے ذکر سے جدا کردیا جائے تو ایمان نہیں رہتا۔ امام جعفر بن محمد الصادقؓ نے کہا:

من یذکرک برسالۃ الا ذکرنی. (قاضی عیاض، الشفاء، ص:۲۴)

''جو شخص آپ کی رسالت کا ذکر کرے اس نے میرا ذکر کیا'' کیونکہ آپ ﷺ کی رسالت کا ذکر کرنے سے میری ربوبیت کا ذکر ہوگیا۔ اب اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کے ذکر کرنے کو اپنے ساتھ جوڑا تاکہ محبوب کو اس قرب و وصال سے سکون آجائے۔

قرآن مجید میں ایک سو آیات ایسی ہیں جن میں اللہ نے حضور ﷺ کے نام کے ساتھ اپنے نام کو جوڑ

کر بیان کیا ہے اور 80 کے قریب وہ مضامین اور احکام ہیں جن میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنا اور محبوب کا نام اکٹھا رکھا ہے۔ ایمان محبت، اطاعت، معصیت، کفر، تصدیق، تعلیم، تحریم، دعوت، حکم، قضا، رجوع، انقلاب، ہجرت، بیعت، ولایت، اذان، برات، جنگ، مہاربت، نافرمانی، استجابت، اذن، امانت، خیانت، غنا، فضل، انعام، ادب، اہانت، مرافقت، استذان، نصیحت، معرفت، تسلیم، خوف، صدق، ارادت، وغیرہ ان تمام احکام میں اللہ نے اپنا اور محبوب کا ذکر اکٹھا کیا ہے۔ سوائے الوہیت اور معبودیت کے وہ اللہ ہے۔ اس کی خاص صفات اور الوہیت کو چھوڑ کر شریعت کا کونسا حکم، اوامر میں، نہی میں، اخفاء میں، بیان میں، ادب میں محبت میں، تعلق میں فرمانبرداری میں، نافرمانی میں کونسی بات رہ گئی جس میں خدا نے مصطفیٰ ﷺ کو جدا کیا ہے۔

آج لوگ مقام رسالت کو نہ سمجھتے ہوئے غلط فہمی، نادانی اور کم علمی کی وجہ سے اس مغالطہ میں مبتلا ہیں کہ آپ رسول کو خدا کے ساتھ ملا دیتے ہیں اور یہ شرک ہے (معاذ اللہ) نادانو! خدا کے لئے ایسا کہنا کفر ہے، تم کہتے ہو کہ ہم رسول کو خدا سے ملا دیتے ہیں۔ آج غور سے سنو! کون شخص رسول کو خدا سے ملا سکتا ہے۔ مجھے قرآن سے دکھایئے خدا نے مصطفیٰ ﷺ کو اپنے آپ سے جدا کب کیا ہے؟ ملائیں تو تب جب پہلے جدا ہو۔ میں نے آپ کو 80 موضوعات قرآن مجید میں بتائے ہیں۔ باقی کیا بچتا ہے فرمایا گیا:

قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ الرَّسُوْلَ. (آل عمران، ۳:۳۲)، وَیُطِیْعُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ. (التوبہ، ۹:۷۱)، الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ. (النور، ۲۴:۶۲)، بَرَآءَ ۃٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖٓ. (التوبہ، ۹:۱)، وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖٓ. (التوبہ، ۹:۳)، شَآقُّوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ. (الحشر، ۵۹:۴)، وَ مَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ. (الاحزاب، ۳۳:۳۶)، یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ . (المائدہ: ۵:۳۳)، مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَلَا رَسُوْلِہٖ. (التوبہ، ۹:۱۶)، مَا حَرَّمَ اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ. (التوبہ، ۹:۲۹)، قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰہِ وَالرَّسُوْلِ. (الانفال، ۸:۱)، فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَ الرَّسُوْلِ. (النساء، ۴:۵۹)، مَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ. (التوبہ، ۹:۵۹)، سَیُؤْتِیْنَا اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ وَ رَسُوْلُہٗٓ. (التوبہ، ۹:۵۹)، اِلَّآ اَنْ اَغْنٰھُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ. (التوبہ، ۹:۷۴)، کَذَبُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ. (التوبہ، ۹:۹۰)، اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْہِ. (الاحزاب، ۳۳:۳۷)

قرآن مجید میں اس طرح کی ایک سو آیتیں ہیں جس میں دین کی ساری چیزیں آ گئی ہیں۔ لہذا اللہ نے مصطفیٰ ﷺ کو دین سے جدا کب کیا تھا کہ کوئی تہمت لگائے کہ تم ملاتے ہو۔ تم خدا کا جدا کرنا بتادو میں تمہیں ملانا بتا چکا ہوں۔ ایسا کہنا مقام رسالت سے بے خبری ہے اور گمراہی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جہاں ایمان کی بات کی ہے وہاں فرمایا: اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ. (النساء، ۴:۱۳۶) لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ. (الفتح، ۴۸:۹)

یہاں اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے میں اپنے رسول کو ساتھ ملایا ہے۔ اب بعض مقامات وہ ہیں جہاں اللہ تعالیٰ نے صرف رسول پر ایمان لانے کی بات کی اپنا نام بھی نہیں لیا۔ کیونکہ خدا پر ایمان خود بخود رسول پر

ایمان لانے میں شامل ہے۔ آپ جدا کرنے کی بات کرتے ہیں جبکہ خدا، رسول کے ایمان میں ہی اپنا ایمان قرار دیتا ہے۔ جیسے سورۃ النساء آیت نمبر ۱۷۰ میں فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَیْرًا لَّكُمْ. (النساء، ۴: ۱۷۰)

''اے لوگو! بے شک تمہارے پاس یہ رسول (ﷺ) تمہارے رب کی طرف سے حق کے ساتھ تشریف لایا ہے۔ سوتم (ان پر) اپنی بہتری کے لئے ایمان لے آؤ''۔ (ترجمہ عرفان القرآن)

اس آیت میں فرمایا تمہارے پاس رسول آگئے بس ان پر ایمان لاؤ۔ اس آیت میں ایمان باللہ کا الگ سے کوئی حکم نہیں۔ رسول پر ایمان لانا ہی اللہ پر ایمان لانا ہے۔ سورۃ احقاف کی آیت نمبر ۳۱ میں فرمایا گیا:

یٰقَوْمَنَاۤ اَجِیْبُوْا دَاعِیَ اللّٰهِ وَ اٰمِنُوْا بِهٖ. (الاحقاف، ۴۶: ۳۱)

''اے ہماری قوم! تم اللہ کی طرف بلانے والے (یعنی محمد رسول اللہ ﷺ) کی بات قبول کرلو اور ان پر ایمان لے آؤ''۔ (ترجمہ عرفان القرآن)

اے ہماری قوم اللہ کی طرف بلانے والے کی آواز پر لبیک کہو اور اس رسول پر ایمان لاؤ۔ اس آیت میں الگ سے اللہ پر ایمان لانے کا ذکر نہیں ہے۔ یہ میں قرآن پڑھ رہا ہوں۔ ہم نے قرآن کو کتنا سمجھا ہے۔ کتنی گہرائی میں گئے ہیں؟ ہم نے تصورات اپنے تراشیدہ بنا رکھے ہیں۔ ہمارے عقیدے صرف قرآن، قرآن کی تعلیم اور رسول ﷺ کی تعلیم پر استوار ہونے چاہئیں اور کوئی معیار قابل قبول نہیں، سوائے قرآن و سنت کے۔ قرآن و سنت کیا فیصلہ دیتا ہے۔ مزید آگے ارشاد فرمایا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورہ الحدید کے اندر فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ یُؤْتِكُمْ كِفْلَیْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ. (الحدید، ۵۷: ۲۸)

''اے ایمان والو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اس کے رسول (ﷺ) پر ایمان لے آؤ وہ تمہیں اپنی رحمت کے دو حصے عطا فرمائے گا''۔ (ترجمہ عرفان القرآن)

اس آیت مبارکہ میں بھی الگ سے اللہ پر ایمان لانے کا ذکر نہیں۔ اللہ پر ایمان کی نفی نہیں ہے کیونکہ جب رسول پر ایمان لے آئے تو رسول کوئی خود تھوڑا بن سکتا ہے جو خود رسول بننے کی کوشش کرے لوگ اس کو ٹھکرا دیتے ہیں۔ کوئی شخص خود رسول نہیں بن سکتا۔ رسول کیسے بنتا ہے؟ انسانوں میں سے اللہ چنتا ہے اور اجتبیٰ اور اصطفٰی کے مقام پر بٹھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْیًا. (الشوریٰ، ۴۲: ۵۱)

''اور ہر بشر کی (یہ) مجال نہیں کہ اللہ اس سے (براہ راست) کلام کرے مگر یہ کہ وحی کے ذریعے (کسی کو شانِ نبوت سے سرفراز فرمادے)''۔ (ترجمہ عرفان القرآن)

کسی بشر کی مجال نہیں کہ میں اس سے کلام کروں یہ نہیں فرمایا میری طاقت نہیں کہ میں کسی انسان سے کلام

کروں نہیں اللہ کی سب طاقتیں ہیں۔ فرمایا کسی انسان کی طاقت نہیں کہ میں اس سے کلام کروں تو باری تعالیٰ تو کیسے کلام کرتا ہے؟ فرمایا: اِلَّا وَحْیًا میں کسی کو چنتا ہوں۔ اس کو نبوت کے مقام پر بٹھاتا ہوں۔ اپنا راز دار بناتا ہوں، اس کے اوصاف بلند کرتا ہوں، اسے نبی کا تاج پہناتا ہوں پھر میں اس سے کلام کرتا ہوں۔ لہذا جس سے اللہ کلام کرے وہ نبی ہوجاتا ہے پھر وہ میرے Behalf پر لوگوں سے کلام کرتا ہے۔ سو اس کی گفتگو میری گفتگو ہوتی ہے اس کا ہنسنا میری رضا ہوتی ہے اس کی بیعت میری بیعت ہوتی ہے۔ اس کی اطاعت میری اطاعت ہوتی ہے، اس کی محبت میری محبت ہوتی ہے، اس کا حکم دینا میرا حکم ہوتا ہے، اس کا منع کرنا میرا منع کرنا ہوتا ہے، اس کا ادب کرنا میرا ادب ہوتا ہے۔ فرمایا میں اس سے کلام کرتا ہوں جو اس کی زبان سے نکلتا ہے۔ وہ میرا کلام ہوتا ہے۔ اس لئے جو اس پر ایمان لے آئے سمجھیے وہ مجھ پر ایمان لے آیا۔ پھر اللہ رب العزت نے اطاعت کا حکم دیا۔ قرآن مجید میں ۳۸ آیتیں ہیں۔ اطاعت کے لفظ کے ساتھ جس میں حکم اطاعت ہے۔ ان میں سے بیس آیتیں ایسی ہیں جس میں اللہ اور اس کے رسول دونوں کی اطاعت کا اکٹھا حکم ہے۔ 18 آیتوں میں صرف رسول کی اطاعت کا ذکر ہے۔ اللہ کی اطاعت کا ذکر نہیں۔ اس لئے کہ جب رسول کی اطاعت ہوگی تو اللہ کی اطاعت اس کے اندر خود بخود ہوگئی۔

لہذا معلوم ہوا کہ الحمد سے لے کر والناس تک 18 آیتوں میں خالی ایک آیت بھی ایسی نہیں جس میں اللہ کی اطاعت کا حکم ہو۔ صرف مصطفیٰ ﷺ کی اطاعت کا حکم ہے اور 20 آیتوں میں خدا اور مصطفیٰ ﷺ کا یکجا ذکر ہے۔ مگر کوئی ایک آیت ایسی نہیں جس میں خالی اطاعت الٰہی کا ذکر ہو بغیر اطاعت مصطفیٰ ﷺ کے۔

الغرض میں نے 18 آیتیں بتادیں جس میں اطاعت رسول کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو اتنا قرب و وصال دیا کہ اس کی انتہا کردی۔ جب اطیعو اللہ و الرسول آتا ہے تو اس میں ''وَ'' عاطفہ آتی ہے اور واؤ عاطفہ فائدہ دیتی ہے جمع، اقتران اور تشریک کا۔ مگر تغایر بھی ہوتا ہے کہ وجود دو ہیں۔ قرآن مجید میں ایسے مقامات بھی ہیں جہاں اللہ اور اس کے رسول کا ذکر ہے مگر صیغہ واحد کا استعمال کیا یا صیغہ دو کا اور ضمیر واحد کی استعمال کی اور دو کو واحد میں گم کردیا۔ سورہ نساء میں فرمایا:

وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ وَ یَتَعَدَّ حُدُوْدَہٗ. (النساء، ۴: ۱۴)

''اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی نافرمانی کرے اور اس کی حدود سے تجاوز کرے''۔

سورۃ الانفال میں فرمایا:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ وَلاَ تَوَلَّوْا عَنْہُ وَ اَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ. (الانفال، ۸: ۲۰)

''اے ایمان والو! تم اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور اس کی روگردانی مت کرو حالانکہ تم سن رہے ہو''۔

پہلی آیت میں فرمایا جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور ''اس کے'' حدود توڑے۔ یہ نہیں فرمایا ''ان کے'' حدود توڑے بلکہ اللہ اور رسول کے لئے واحد کی ضمیر لوٹائی اور فرمایا اس کے حدود توڑے۔ ذکر دو

کا تھا مگر ضمیر ایک بنادی۔ دوسری آیت میں فرمایا: ''اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور ''اس سے'' منہ نہ پھیرو''۔ یہ نہیں فرمایا ''ان سے'' منہ نہ پھیرو۔ دونوں کے لئے ضمیر واحد کی لوٹائی اور فرمایا اس سے منہ نہ پھیرو۔ ضمیر ایک کردی۔ اسی طرح آگے سورۃ الانفال کی آیت ۲۴ میں فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ. (الانفال، ۸: ۲۴)

''اللہ اور اس کے رسول کی آواز پر لبیک کہو جب وہ تمہیں بلائے (یہ نہیں کہا تمہیں ''بلائیں'') صحیح بخاری کی حدیث ہے۔

حضرت سعید بن معلیٰؓ فرماتے ہیں کہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔ یہ آیت نازل ہوچکی تھی۔ دوران نماز مجھے آقا علیہ السلام نے آواز دی۔ مجھے مسئلہ کا پتہ نہیں تھا میں نماز میں تھا۔ میں نے جواب نہیں دیا۔ جب نماز سے فارغ ہوا اور آقا علیہ السلام کی بارگاہ میں آیا تو آپ نے پوچھا: جب میں نے بلایا تو جواب کیوں نہیں دیا؟ میں نے عرض کی: ''میں نماز پڑھ رہا تھا''۔ اس وجہ سے جواب نہیں دیا۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا: کیا تم نے قرآن حکیم کا یہ حکم نہیں سنا۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ. (الانفال، ۸: ۲۴)

''اے ایمان والو! جب (بھی) رسول (ﷺ) تمہیں کسی کام کے لیے بلائیں جو تمہیں (جاودانی) زندگی عطا کرتا ہے تو اللہ اور رسول (ﷺ) کو فرمانبرداری کے ساتھ جواب دیتے ہوئے (فوراً) حاضر ہو جایا کرو''۔

لہذا میرا حکم تھا میرے پاس نماز چھوڑ کر آجاتے۔ (صحیح بخاری، کتاب التفسیر القرآن، ج:۴، ص:۱۶۲۳، رقم:۴۲۰۴)

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کو قرب و وصال کے اعلیٰ مقام پر رکھا۔ قرب و وصال کو اتنا بڑھایا کہ افعال بھی ایک کردیئے۔ فرمایا:

وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ رَمٰی. (الانفال، ۸: ۱۷)

''اے (حبیب محتشم) جب آپ نے (ان پر سنگریزے) مارے تھے (وہ) آپ نے نہیں مارے تھے بلکہ (وہ تو) اللہ نے مارے تھے''۔ (ترجمہ عرفان القرآن)

دوسرے مقام پر فرمایا: اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ. (الفتح، ۴۸: ۱۰)

''(اے حبیب) بے شک جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں''۔ (ترجمہ عرفان القرآن)

اللہ رب العزت نے افعال میں بھی ایک کردیا اور اسماء میں ایک کردیا جیسے الرؤف الرحیم (خدا بھی رسول بھی) الشہید (خدا بھی رسول بھی) الحق المبین (خدا بھی رسول بھی) النور (خدا بھی رسول بھی) الکریم (خدا بھی رسول بھی) الخبیر (خدا بھی رسول بھی) الشکور (خدا بھی رسول بھی) العلیم (خدا بھی رسول بھی) الولی ومولا (خدا بھی رسول

بھی) المبشر (خدا بھی رسول بھی) محمود وحمید (خدا بھی رسول بھی) اور شان، عظمت، اسماء، صفات، افعال، ظواہر میں قرب و وحدت پیدا کردی۔ اتنا قرب عطا کردیا کہ پھر اس میں دوری نہ رہی۔ پھر سکون ہی سکون ہونا تھا۔ آقا علیہ السلام کو سکون مل گیا۔ معلوم ہوا سکون کا راز جڑ جانے میں ہے۔ رسول، خدا سے جڑ گئے تو رسول کو سکون مل گیا۔

اے اہل پاکستان! اے اہل اسلام وہی راز آپ کو منتقل ہوا ہے اے تحریک منہاج القرآن کے کارکنو! اے امت محمدی کے غلامو! رسول، خدا سے مل گئے تو رسول کو ان کی شان کے لائق سکون نصیب ہوا۔ تم بھی اگر زندگی میں سکون چاہتے ہو تو تم مصطفیٰ ﷺ سے جڑ جاؤ۔

؎ تیری معراج کہ تو لوح وقلم تک پہنچا　　　میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا

آج پاکستان آفات و بلیات میں گھرا ہوا ہے کہیں بم ہیں، کہیں ہلاکتیں ہیں، تباہی و بربادی ہے۔ خون آشامیاں ہیں، مہنگائی ہے، غربت و افلاس ہے، ہر طرف عذاب ہے۔ عالم اسلام میں بدامنی اور بے چینی ہے، اس بے چینی کے دور میں آپ سکون چاہتے ہیں تو سکون کا راستہ اور کوئی نہیں۔ سیاسی لوگ سکون نہیں دے سکتے ہیں کیونکہ ان کا اپنا سکون لوٹ مار اور سیاست گری میں ہے، تڑپتے بلکتے بچوں کا سکون نہ ادھر ہے نہ ادھر ہے۔ بلکہ پوری انسانیت اور امت مصطفیٰ ﷺ کا سکون در مصطفیٰ ﷺ سے وابستگی اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی غلامی میں ہے۔ حضور کی محبت و الفت، اطاعت و اتباع اور سیرت کے ساتھ جڑ جاؤ، تمہارا اٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے اسوہ کے رنگ میں رنگا جائے۔ تمہارا بولنا، تمہارے اخلاق و آداب، تمہارے طور طریقے، جینا مرنا، اوڑھنا بچھونا۔ اگر حضور کی سنت و سیرت، اسوہ و قدوہ میں رنگا گیا اور تم مصطفیٰ ﷺ سے جڑ گئے تو تمہارے ظاہر اور باطن کو سکون نصیب ہو جائے گا۔

تحریک منہاج القرآن ابدی سکون کی طرف بلا رہی ہے اور ابدی سکون حضور کے عشق و محبت میں ہے۔ حضور کے ساتھ تمسک اور اتباع میں ہے۔ ابدی سکون دل کے اندر ہے، اپنے اطوار بدل لو، اپنی طبیعتوں کے اندر تبدیلی لاؤ، عبادت کی طرف رغبت اختیار کرو، سجدہ ریزی کرو، اپنے مالک کو جو تمہارا خالق ہے اسے منایا کرو۔ اس سے اندھیروں میں باتیں کیا کرو۔ رب سے ہم کلامی کیا کرو اور آقا علیہ الصلوۃ والسلام کے توسل سے اللہ کے ہاں حاضری کیا کرو۔ اپنی زندگیوں میں عملی انقلاب لاؤ۔ اللہ پاک اس برکت سے اور اس چشمہ سکون سے فیض دے گا جو چشمہ سکون آقا علیہ السلام کو عطا کیا جو فیض اللہ تعالیٰ، حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو دیتا ہے وہ فیض حضور کی امت کو آپ ﷺ کے صدقے سے نصیب ہوتا ہے۔ اللہ رب العزت شب میلاد کا جاگنا اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ یہ وقت آپ کا Turning Point بن جائے۔ اخلاق بدلیں، آداب بدلیں، ان میں انقلاب لائیں۔ طور اطوار بدلیں ان میں انقلاب لائیں، عادات بدلیں ان میں انقلاب لائیں۔ ظاہر و باطن کو مصطفیٰ ﷺ سے جوڑ لو۔ اپنی صورتیں مصطفیٰ ﷺ کی صورت کے رنگ میں رنگ دو، اپنی سیرتیں مصطفیٰ ﷺ کی سیرت کے رنگ میں رنگ دو۔ اگر یہ تعلق قائم کرلو گے تو اللہ پاک دنیا اور آخرت کے سکون سے آپ کو بہرہ یاب فرمادے گا۔